إنما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا بأموالهم وأنفسهم في سبيل الله أولئك هم الصادقون (۱۵: الحجرات)

یعنی ''مؤمنین صرف وہ ہیں جنہوں نے اللہ اور اسکے قاصد کو قبول کیا پھر شک نہ کیا اور اپنے اموال اور اپنے نفس سے اللہ کی راہ میں پوری کوشش کی یہ لوگ (دعوی ایمان میں) سچے ہیں''

ایمان، کفر، شرک اور نفاق کے معانی کی مختصر جامع انداز میں تشریح

حقیقۃ الایمان والکفر والنفاق

مصنف: علامہ محمد ظہیر الدین الربانی

مکتبۃ اھل القرآن والحکمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

ہر حمد صرف اللہ کے لئے ہے ہر مخلوق جسکی پابند ہے اور سارے انبیاء و صلحا پر اللہ کی سلامتی ہے خصوصا ہمارے نبی نوح پر جو اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل و اعلی ہیں اور سب کے زیادہ اللہ کے حضور سلامتی کے مستحق ہیں اما بعد اللہ کی کتاب قرآن کریم کے مطابق زندگی گذارنا ہربندے پر اشد لازم ہے اور اسکے مخالف جانا کفر عظیم ہے اور اسکی پیروی کے لئے اسے سمجھنا ضروری ہے تاکہ اس پر ایمان مکمل ہوسکے اور اسکی قلبا و عملا اتباع ہوسکے لیکن اس کی اتباع سے بڑی رکاوٹ بنیادی باتوں اور مرکزی الفاظ کے مفاہیم سے ناآشنائی ہے اسی لئے ہم زبان عرب سے استمداد کرتے ہوئے جس میں اللہ کی کتاب نازل ہوئی ہے ہم نے انکے معانی و مفاہیم اس کتاب میں بتائے ہیں اور انکا شرعی مفہوم اللہ کی کتاب سے بتایا ہے تاکہ قرآن کو اسی طریقے سے سمجھا جائے جو طریقہ اللہ نے بتایا ہے۔

ایمان کا مفہوم :

ایمان عربی زبان کا لفظ ہے جب یہ یا اسکے مشتقات باء کے صلے کے ساتھ آتے ہیں تو اسکا معنی ہوتا ہے" قبول کرنا ، تصدیق کرنا " مثلا آمنوا بالکتاب یعنی اللہ کی کتاب کو قبول کرو یا اسکی تصدیق کرو اور بعض اوقات باء کا صلہ حذف ہوتا ہے مثلا قرآن کریم میں آتا ہے یاایھا الذین آمنوا یعنی " اے حق قبول کرنے والوں " یہاں آمنوا کا مفعول بہ محذوف ہوتا ہے دراصل یہ جملہ یوں ہے یاایھا الذین آمنوا بالحق او بما انزل اللہ علی رسولہ اور بعض اوقات ایمان یا اسکے مشتقات بغیر صلے کے آتے ہیں اور صلہ محذوف بھی نہیں ہوتا تو اس حالت میں یہ امن میں آنے ، امن والا ہونے کے معنی میں آتا ہے مثلا اللہ نے فرمایا من دخلہ کان آمنا یعنی جو وہاں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا۔

اللہ کو مطلوب ایمان :

اللہ کو مطلوب ایمان یہ ہے کہ اسکے سارے احکام اسکی ساری آیتوں کو تن من یعنی دل اور اعضاء سے قبول کرے لہذا اگر کوئی شخص دل سے تو اللہ کے کسی حکم و آیت کو قبول کرتا ہو لیکن اپنے اعضاء سے اسے قبول نہ کرتا ہو تو وہ مؤمن نہیں ہے کیونکہ اس نے اللہ کے حکم کو من سے تو قبول کیا لیکن تن سے قبول کرنے کے بجائے اسے ٹھکرادیا یہ کفر ہے مثلا اللہ کا حکم ہے کہ صلوۃ قائم کی جائے لیکن کوئی شخص دل سے صلوۃ کی فرضیت کو قبول کرتا ہے لیکن اسکا عمل اس فرضیت کو قبول نہیں کررہا کہ وہ صلوۃ کا ادائیگی نہیں کررہا تو وہ عند اللہ مؤمن نہیں کیونکہ وہ ایمان شرعی کا حامل نہیں ہے جس پر عذاب و ثواب اور اچھے اور برے ہونے کا دارمدار ہے اور یہ ہی معاملہ اللہ تعالی کی ساری آیتوں اور سارے احکام و فیصلوں میں ہے۔

قرآن مجید کی آیتوں سے ایمان کا بیان :

تو اللہ نے فرمایا إنما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا بأموالھم وأنفسھم فی سبیل اللہ أولئك ھم الصدقون

(۱۵:الحجرات) یعنی "مؤمنین صرف وہ ہیں جنہوں نے اللہ اور اسکے قاصد کو قبول کیا پھر شک نہ کیا اور اپنے اموال اور اپنے نفس سے اللہ کی راہ میں پوری کوشش کی یہ لوگ (دعوی ایمان میں) سچے ہیں" معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے صرف دل سے حق کو قبول کرنا کافی نہیں بلکہ اسکے اعمال میں بھی ایسا شخص شرعا مؤمن نہیں۔

اللہ نے انسانوں کو اسکے کی آیتیں اور اسکے رسولوں کو غیر مشروط طور پر قبول کرنے کا حکم دیا ہے اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ صرف اللہ کی آیتوں کو صرف دل سے قبول کرلو یہ ہی مؤمن ہونے کے لئے کافی ہے بلکہ عمل سے بھی انہیں قبول کرنا ایمان کی درستی و صحت کے لئے ضروری ہے مثلا اللہ نے فرمایا من لم یؤمن باللہ و رسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا (الفتح:۱۳) یعنی "جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کو قبول نہ کرے تو ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی آگ تیار کرر کھی ہے" اس آیت میں بھی اللہ نے اللہ و رسول کو قبول نہ کرنے والوں کو کافر قرار دیا اور ہر وہ شخص اللہ و رسول کو نہ قبول کرنے والا ہے جو اپنے دل سے یا پھر عمل سے اللہ کی آیتوں کے مطابق نہ ہو اسے قبول نہ کرے لہذا ہر مجرم کافر ہے۔

اللہ نے اس شخص کے ایمان کی نفی کردی جو کسی مؤمن کو ادارے سے قتل کرے فرمایا وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ (النساء:۹۲) یعنی "اور کوئی مؤمن کسی مؤمن کو قتل نہیں کرسکتا مگر غلطی سے"

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے سود چھوڑنا شرط قرار دیا تو معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے عمل شرط ہے فرمایا یا أیھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا إن کنتم مؤمنین (۲۷۸:البقرۃ) یعنی "اے مؤمنوں اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑدو اگر تم مؤمن ہو"۔

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے یہ شرط قرار دیا کہ وہ اللہ کے خلاف کسی سے نہ ڈریں یہ عمل کو بھی ایمان میں شامل کرنا ہے فرمایا إنما ذلکم الشیطان یخوف أولیاءہ فلا تخافوھم وخافون إن کنتم مؤمنین (۱۷۵:آل عمران) یعنی "شیطان تم صرف اپنے ساتھیوں سے ڈراتا ہے لہذا تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو" معلوم ہوا کہ اگر کوئی مؤمن ہوگا تو وہ اللہ کے خلاف کسی سے نہیں ڈرے گا تو جو اللہ کے خلاف کسی اور سے ڈرے وہ مؤمن نہیں اس میں ہر گناہ گار شامل ہوگیا یوں ہی اللہ نے فرمایا أتخشونھم فاللہ أحق أن تخشوہ إن کنتم مؤمنین (۱۳:التوبۃ) یعنی "کیا تم ان سے ڈرتے ہو تو اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو"۔

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے یہ شرط قرار دیا کہ وہ اللہ و رسول اور امیر کی اطاعت کریں اور اختلاف کی صورت میں معاملے اللہ و رسول کی طرف لوٹائیں اور یہ عمل ہے جو ایمان کے لئے شرط ہے لہذا جو اللہ و رسول اور امیر شرعی کی اطاعت نہ کرے وہ مؤمن نہیں فرمایا یا أیھا الذین آمنوا أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم فإن تنازعتم فی شیء فردوہ إلی اللہ والرسول إن کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلك خیر وأحسن تأویلا (۵۹:المائدۃ) یعنی "اے مؤمنوں اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور تم میں سے جو حکم والے ہیں انکی اطاعت کرو پھر اگر تم کسی معاملے میں اختلاف میں بتلا ہوجاؤ تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر اور سب سے بہتر تشریح ہے"۔

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے یہ شرط کیا کہ وہ صرف اللہ پر اعتماد و بھروسہ کریں اور بھروسہ اعتقاد و عمل دونوں سے ہی ہوتا ہے فرمایا علی اللہ فتوکلوا إن کنتم مؤمنین (۲۳:المائدۃ) یعنی " اگر تم مؤمن ہو تو صرف اللہ پر بھروسہ کرو " معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور پھر جو بھروسہ کرتے ہیں وہ مؤمن نہیں تو یہاں پر بھی اللہ نے بتایا کہ مؤمن صرف قلبی ایمان والے کو نہیں بولتے مؤمن ہونے کے لئے عملی ایمان بھی ضروری ہے ۔

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے متقی ہونا شرط قرار دیا لہذا جو متقی نہیں وہ مؤمن نہیں فرمایا واتقوا اللہ إن کنتم مؤمنین (۵۷:المائدۃ) یعنی "اور اللہ سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو تو "اور فرمایا اتقوا اللہ إن کنتم مؤمنین (۱۱۲:المائدۃ) یعنی " اللہ سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو " ۔ معلوم ہوا جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ مؤمن نہیں ۔

اللہ نے فرمایا فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ إن کنتم بآیاتہ مؤمنین (۱۱۸:الانعام) یعنی " تو اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہے اگر تم اللہ کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو " ۔ اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے شرط قرار دیا کہ اس میں سے کھایا جائے جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو جب یہ کھانا ایک عمل ہے اور اس پر مؤمن ہونے یا نہ ہونے کا دارمدار اللہ نے رکھا معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے ایمان قلبی کافی نہیں ایمان عملی بھی ضروری ہے مؤمن کہتے ہی اسے ہیں جو عملا اور قلبا مؤمن ہو ۔

اللہ نے فرمایا أطیعوا اللہ ورسولہ إن کنتم مؤمنین (۱:الانفال) یعنی " اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مؤمن ہو " معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے اللہ و رسول کی اطاعت شرط ہے ورنہ وہ مؤمن نہیں لہذا اللہ کا ہر نافرمان مؤمن نہیں ہے اور معلوم ہوا کہ ایمان صرف دل سے حق کو قبول کرنے کے نام نہیں بلکہ عمل سے بھی اللہ کے احکام کو قبول کرنا مؤمن ہونے کے لئے شرط ہے۔

اللہ نے فرمایا قد جاءتکم بینۃ من ربکم فأوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس أشیاءھم ولا تفسدوا فی الأرض بعد إصلاحھا ذلکم خیر لکم إن کنتم مؤمنین (۸۵:الاعراف) یعنی " تمہارے پاس تمہارے آقا کی طرف سے واضح حجت آچکی ہے لہذا ناپ اور تول پورا کرو اور انسانوں کو انکی اشیاء پوری دو اور زمین میں اسکی اصلاح کرنے کے بعد فساد مت کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مؤمن ہو " معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے واجبات کی ادائیگی اور محرمات سے بچنا شرط ہے اللہ نے اس آیت میں مؤمن ہونے کی شرط یہ بتائی جو حضرت شعیب اپنی قوم کو بتارہے ہیں کہ ناپ و تول میں کمی نہ کریں اور کم کرکے نہ دیں اور زمین میں فساد نہ کریں یہ سب عملی ایمان ہے قلبی و اعتقادی ایمان نہیں معلوم ہوا مؤمن وہ نہیں جو دل سے تو اللہ کی آیتوں اور اسکے احکام کو قبول کرتا ہے اسے دل سے تسلیم کرتا ہے لیکن اپنے عمل سے انکی مخالفت کرتا ہے ایمان اعتقاد و عمل دونوں کا نام ہے اسکے بغیر کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا ۔

احادیث سے ایمان کا بیان :

1) رسول اللہ نے فرمایا کہ " تم میں سے کوئی بھی مؤمن نہیں ہوسکتا حتی کہ میں اسکے والد اور اسکی اولاد اور سارے انسانوں سے زیادہ اسکے نزدیک محبوب تر نہ ہوجاؤں " رواہ البخاري و مسلم ۔ معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے صرف دل سے ایمان رکھنا کافی نہیں بلکہ اللہ و رسول کی اطاعت بھی مؤمن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ والد یا اولاد یا کسی بھی انسان کے خاطر وہ اللہ و رسول کی نافرمانی نہ کرے

اگر وہ لوگوں کے خاطر اللہ و رسول کی نافرمانی کرے گا تو مؤمن نہیں ہے اور ایک بندے میں ایمان و معصیت جمع نہیں ہوسکتے۔
2) رسول اللہ نے فرمایا "جب زانی زنا کررہا ہوتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کررہا ہوتا ہے وہ مؤمن نہیں ہوتا اور شراب پیتے وقت وہ شخص مؤمن نہیں ہوتا" رواہ البخاری و مسلم۔ زنا و چوری و شراب نوشی یہ اللہ کی نافرمانی ہے اور رسول اللہ خود فرمارہے ہیں ایسے لوگ مؤمن نہیں معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے عمل شرط ہے۔

اعتراضات کے جوابات

1) اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنی "جنہوں نے قبول کیا اور نیک اعمال کئے" تو اگر نیک اعمال ایمان ہی میں شامل ہوتے ہیں تو اللہ ایمان کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر الگ سے کیوں کرتا ہے!

جواب: ایسے مقامات پر اللہ ایمان کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر بطور وضاحت کرتا ہے اگرچہ وہ پہلے والے جملے میں ہی شامل ہوتے ہیں اسے اہل بلاغت کی زبان میں تجرید کہتے ہیں کہ وضاحت کرنے کے لئے پہلے لفظ یا جملے کے کوئی معنی کو الگ سے وضاحت کے لئے ذکر کرنا مثلا لفظ الفقیر کا مطلب ہے محتاج اور البائس کا معنی بھی محتاج ہے لیکن اللہ نے قرآن میں تکرار سے اسکا ذکر کیا فرمایا اطعموا البائس الفقیر (سورۃ الحج) یعنی "کھلاؤ محتاج کو" البائس کا معنی بھی محتاج اور الفقیر کا معنی بھی محتاج لیکن بائس کی صفت کو فقیر سے تعبیر کرکے الگ سے وضاحت کے لئے ذکر کردیا ہے یوں ہی الذین آمنوا و عملوا الصالحات میں ہے اور اسکی ایک اور مشہور مثال ہے اللہ نے فرمایا سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا (بنی اسرائیل) یعنی پاک ہے وہ ہستی جو اپنے بندے کو لے گئی رات میں" اسری کا معنی ہوتا ہے "رات میں سفر کروانا" لیکن لیلا کا آگے الگ سے ذکر کیا جسکا معنی بھی رات ہی ہوتا ہے جو اسری کے معنی کا ایک جزو حصہ ہے یہ ہے تجرید لیکن اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ یہ صفت جو الگ سے ذکر کی گئی ہے وہ اپنے پہلے والے کلمے کے مفہوم میں شامل نہیں ہوتی جب پہلا کلمہ کسی اور کلام میں استعمال ہو یعنی مثلا البائس الفقیر دونوں کا ایک معنی کیا "محتاج" اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ البائس اکیلا دوسرے کسی کلام میں آئے گا تو اسکا ترجمہ ہی نہیں ہوگا جیسے البائس الفقیر میں صرف الفقیر کا ترجمہ ہوا اور البائس کا نہیں ہوا! بلکہ ترجمہ تو ہوگا یوں ہی الذین آمنوا سے اعتقاد و عمل دونوں مراد ہوتے ہیں لیکن جب کسی جملے میں اسکے بعد و عملوا الصالحات بھی آجاتا ہے تو اب عمل کا ذکر الگ ہونے کی وجہ سے الذین آمنوا سے صرف ایمان قلبی مراد ہوتا ہے یہ تجرید ہے یہ قرینے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

مسلم کا مطلب:

مسلم عربی زبان کا لفظ ہے جسکا معنی ہوتا ہے "فرمانبردار"۔ مسلم باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی اسلم یسلم اسلاما فھو مسلم اسلم ای انقاد یعنی اسلم فعل ماضی کا صیغہ ہے جسکا معنی ہے انقاد یعنی فرمانبردار ہوا اور جب لام جار کے صلے کے ساتھ آتا ہے تو اسکا معنی ہوتا ہے حوالے ہوجانا مثلا من اسلم وجھہ للہ یعنی "جو اپنی ذات اللہ کے حوالے کردے" تو معلوم ہوا کہ مسلم کا معنی ہوتا ہے "فرمان بردار" لہذا جو شخص اللہ کا نافرمان ہو اسکا گناہگار ہو وہ مسلم نہیں ہوسکتا معلوم ہوا معصیت و اسلام جمع نہیں ہوسکتے۔

کفر کا مطلب :

کفر عربی کا لفظ ہے جسکا معنی ہوتا ہے ٹھکرانا، نفی کرنا، رد کرنا، اظہار براءت کرنا، ناشکری کرنا اور چھپانا ہے جسطرح لغات عرب میں دیکھا جاسکتا ہے اللہ نے فرمایا فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسك بالعروة الوثقی (البقرة) یعنی "تو جو طاغوت کو ٹھکرائے اور اللہ کو قبول کرے تو اس نے مضبوط رسی کو تھام لیا " اور اللہ نے فرمایا انا ھدینہ السبیل اما شاکرا واما کفورا (الانسان) یعنی " بے شک ہم نے اسے راہ حق کی رہنمائی کی ہے اب یا تو وہ شکر گذار بنے اور یا ناشکرا بنے "اور اللہ نے فرمایا ثم یوم القیمة یکفر بعضکم ببعض (العنکبوت) یعنی "پھر روز قیامت تم ایک دوسرے سے بری ہوجاؤ گے " ۔ جب کوئی شخص اللہ کی حکم کی نافرمانی و مخالفت کرتا ہے تو وہ اپنے عمل سے اس حکم کو رد اور اسکی نفی کرتا ہے اسے اپنے عمل سے ٹھکراتا ہے اللہ کی حکم عدولی و اسکی ہدایت کی ناشکری کرتا ہے لہذا اللہ کا ہر نافرمان کافر ہے اسی وجہ سے ہم یہ کہیں گے کہ ہر گناہ گار کافر ہے اور ہر کافر گناہ گار ہے ۔

اللہ نے فرمایا قل أطیعوا اللہ والرسول فإن تولوا فإن اللہ لا یحب الکفرین (۳۲: آل عمران) یعنی " اے بندے کہہ دے اللہ اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر وہ منہ موڑلیں تو بے شک اللہ کافروں (ٹھکرانے والوں) کو پسند نہیں کرتا " اس آیت میں اللہ نے اللہ و رسول ایک اطاعت سے منہ موڑنے والے کو کافر قرار دیا معلوم ہوا اللہ کا گناہ گار کافر ہے ۔

اللہ نے اپنے ہر نافرمان کو ابدی جہنم قرار دیا :

پہلی حجت اللہ نے فرمایا ان المجرمین فی عذاب جھنم خالدون (الزخرف: ۷۴) یعنی " بے شک مجرمین جھنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے " یہ آیت بلکل صریح ہے کہ اللہ کے نافرمان ہمیشہ جہنم میں رہیں گے لہذا ہر نافرمان و فاسق کافر ہے ۔

دوسری حجت فرمایا والذین کسبوا السیئات جزاء سیئة بمثلھا وترھقھم ذلة مالھم من اللہ من عاصم کأنما أغشیت وجوھھم قطعا من اللیل مظلما أولئك أصحاب النار ھم فیھا خالدون (یونس: ۲۷) یعنی " اور جنھوں نے برائیاں کمائیں برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی سے ہے اور انھیں ذلت چڑھی ہوگی انھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا کہ انکے چہروں پر رات کے اندھیر ٹکڑے ڈھانپ دیئے گئے ہوں یہ آگ والے ہیں وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے " ۔

غور کریں الذین کسبوا السیئات عام ہے ہر گناہگار کو شامل ہے لہذا گناہگار ابدی جہنمی ہے اور ابدی جہنمی کافر کے سوا کوئی نہیں ہوتا ۔

تیسری حجت ہے فرمایا والذین لا یدعون مع اللہ إلھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ إلا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلك یلق أثاما (۶۸) یضاعف لہ العذاب یوم القیامة ویخلد فیہ مھانا (الفرقان: ۶۹) یعنی " اور رحمان کے بندے تو وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہوتے ہوئے دوسرے آقا سے دعا نہیں مانگتے اور اس نفس کو ناحق قتل نہیں کرتے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کرے گا گناہوں سے جا ملے گا اور عذاب اس کے لئے روز قیامت دوگنا کردیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے

گا "

ان آیات کریمہ میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ غیر اللہ سے دعا مانگنا جو کہ شرک ہے اس کے سوا قتل ناحق اور زنا کرنے والا بھی ہمیشہ کے لئے عذاب کا شکار ہوگا۔

چوتھی حجت فرمایا ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ وأعد لہ عذابا عظیما (النساء: ۹۳) یعنی " اور جو کسی مومن کو جان کر قتل کردے تو اسکا بدلہ جھنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور اللہ اس نے غضب کرے گا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کرے گا " ناحق قصدا قتل مومن کرنا شرک نہیں ہے لیکن ایسا قاتل بھی اسلام میں ابدی جھنمی ہونے کا مستحق ہے۔

پانچویں حجت ہے کہ فرمایا قال الذین آمنوا ان الخاسرین الذین خسروا انفسھم واھلیھم یوم القیامۃ الا ان الظالمین فی عذاب مقیم (الشوری: ۴۵) یعنی " مؤمنوں نے کہا یقینا جنہوں نے اپنے نفس اور اپنے اہل خانہ کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا ہوگا وہ نقصان اٹھانے والے ہونگے سن لو یقینا ظالم دائمی عذاب میں ہونگے "

یہ حجت ہے اس بات کی کہ جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیا ہوگا وہ نقصان اٹھانے والے ہیں انکو اللہ نے ظالم کہا اور انھیں دائمی اور ہمیشہ کے عذاب کے مستحق قرار دیا اور بلکل واضح ہے کہ اس کے عموم میں کافر و مشرک ساتھ ساتھ مرتکب کبیرہ بھی شامل ہے کیونکہ جو کفر حقیقی و شرک کے علاوہ گناہ کرکے اور اہل خانہ کو تبلیغ دین نہ کرکے یا انھیں گناہ میں لگا کر انھیں قیامت کے دن نقصان میں ڈال دے گا انکے لئے دائمی عذاب کی وعید ہے ۔

چھٹی حجت ہے کہ فرمایا ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین (النساء: ۱۴) یعنی اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اسکے حدود سے تجاوز کرے گا تو وہ اسے آگ میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اسکے لئے ذلت کا عذاب ہوگا۔

ساتویں حجت کے لئے پہلے جھنم کی خصوصیت کو سمجھنا ہوگا پھر یہ دلائل سمجھ آئیں گے جھنم کے عذاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے چھٹکارہ نہیں مل سکتا ہے یعنی اس سے نجات ممکن نہیں ہے وہاں سے واپسی کا راستہ نہیں اسکا عذاب دائمی اور ابدی ہے لہذا جس فعل پر جھنم کی وعید ہے اسکا فاعل بھی ہمیشہ کے لئے جھنمی ہے وہاں سے خارج نہیں ہوگا دیکھیں والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم إن عذابھا کان غراما (الفرقان: ۶۵) یعنی " اور وہ بھی رحمن کے تابعدار ہیں جو کہتے ہیں ہمارے آقا ہم سے جھنم کا عذاب پھیردے بے شک اسکا عذاب دائمی ہے "۔

معلوم ہوا عذاب جھنم دائمی ہے لہذا جس گناہگار کو جھنم کی وعید ہے وہ دائمی عذاب کا شکار ہوگا یعنی وہ مخلد فی جھنم ہے اور بہت سارے گناہوں پر جھنم کے عذاب کی وعید ہے مثلا ناحق قتل مومن یا ایمان لانے سے روکنا یا کفار کے خلاف قتال میں بے اجازت شرعی پیٹھ پھیرنا اور سونا چاندی دبا کر رکھنا اور اللہ کی راہ میں نہ خرچ کرنا ۔جب انکا عذاب شروع ہوجائے تو اسکی کبھی مغفرت نہیں

ہوگی نہ کہ عارضی عذاب ۔یوں ہر مجرم جھنمی ہے اور آپ جانتے ہیں جھنم ابدی عذاب کی جگہ ہے وہاں سے نکلنا کسی کے لئے ممکن نہ ہوگا فرمایاو نسوق المجرمین الی جھنم وردا (مریم:۸۶) یعنی " اور ہم مجرموں کو جھنم کی طرف لے جائیں گے " ۔ مجرموں میں سارے گناہگار شامل ہیں۔

آٹھویں حجت ہے کہ بلی من کسب سیئۃ وأحاطت بہ خطیئتہ فأولئک أصحاب النار ھم فیھا خالدون (البقرۃ:۸۱) یعنی کیوں نہیں جو کوئی برائی حاصل کرے اور اس شخص کا گناہ اسے گھیر لے تو وہ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہ حجت ہے کہ دائمی عذاب صرف شرک اعظم کی وجہ سے نہیں ہوگا کیونکہ یہ آیت کریمہ عام ہے اس میں شرک کی قید و شرط نہیں ہے بلکہ وہ بھی دائمی ناری ہے جو کوئی برائی کرے اور وہ اس سے توبہ نہ کرے اور اسکے ساتھ ہی مرجائے اور اسہی کے ساتھ اللہ سے ملے ۔

نویں حجت ہے جس کو سمجھنے سے پہلے آخروی عذاب کی خصوصیت جاننی ہوگی۔ آخروی عذاب صرف ان کے لئے ہے جو اللہ کی نظر میں کافر ہیں اور کافر ابدی جھنمی ہیں اور لہذا جس گناہ پر عذاب ہے اور وہ بڑے گناہ ہیں یعنی کبیرہ گناہ اسکا مرتکب ابدی جھنمی ہے اور کافر بھی ہے دلائل دیکھیں :

اللہ نے فرمایا اتقوا النار التی اعدت للکافرین (آل عمران:۱۳۱) یعنی " آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے " اور فرمایا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین (البقرۃ:۲۴) یعنی " تو آگ سے ڈرو جس کے ایندھن انسان اور پتھر ہونگے جو کافروں کے لئے تیار کررکھی ہے " اور فرمایا انا اعتدنا جھنم للکافرین نزلا (الکھف:۱۰۲) یعنی " بے شک ہم نے جھنم کی ضیافت کافروں کے لئے تیار کی ہے " اور فرمایا عرضنا جھنم یومئذ للکافرین عرضا (الکھف:۱۰۰) یعنی " ہم اس دن جھنم کو پیش کریں گے کافروں کے لئے " کافرین کی قید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ کا عذاب اور جھنم کافروں کے لئے ہے ان کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے یہ انھی کے لئے تیار ہوا ہے۔

اور فرمایا للکافرین عذاب مھین (البقرۃ:۹۰) یعنی ذلت کا عذاب کافروں ہی کے لئے ہے اور فرمایا للکافرین عذاب الیم (البقرۃ:۱۰۴) یعنی دردناک عذاب کافروں ہی کے لئے ہے اور فرمایا ان للکافرین عذاب النار (الانفال:۱۸) یعنی کہ " آگ کا عذاب کافروں ہی کے لئے ہے " اور و اعتدنا للکافرین منھم عذابا الیما (النساء : 161) یعنی اور ہم نے گذشتہ الھامی کتاب کے دعویداروں سے جو کافر ہیں دردناک عذاب انکے لئے تیار کیا ہے استدلال اسطرح ہے کہ یہاں خبر بتدا پر مقدم ہے اور جب خبر بتدا پر مقدم ہو تو حصر کا معنی آتا ہے مثلا للہ المثل الاعلی یعنی " بلندترین حجت صرف اللہ کی ہے " یا للہ الحجۃ البالغۃ یعنی " مضبوط حجت صرف اللہ کی ہے " یہاں خبر بتدا پر مقدم تھی تو صرف یعنی حصر کا معنی پیدا ہوا یہ مشہور عربی اصول ہے خیر یہاں سے معلوم ہوا کہ آخروی عذاب اور عذاب جھنم صرف کافروں کے لئے ہوگا۔

دسویں حجت اللہ نے فرمایا لعنۃ اللہ علی الظلمین (الاعراف:۴۴) یعنی نافرمانوں پر اللہ کی رحمت سے دوری لازم ہے "

معلوم ہوا کہ اللہ کا ہر نافرمان اللہ کی رحمت سے دور ہے لہذا اسکا جنت میں داخل ہونا محال ہے کیونکہ جنت اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے چاہئے وہ کبھی بھی داخل ہو ہزاروں سال بعد داخل ہو تو اللہ کا نافرمان جنت یا کسی بھی دنیاوی و آخروی نعمت کا مستحق نہیں ہے تو معلوم ہوا ہر نافرمان و ظالم کافر ہے ابدی جہنمی ہے ۔

گیارویں حجت اللہ نے فرمایا ومن خفّت موازینہ فاولئك الذین خسروا انفسهم فی جهنم خلدون (المؤمنون: ۱۰۳) یعنی " اور جنکے ترازو ہلکے ہونگے تو یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اپنے نفس کو نقصان میں ڈالا جہنم میں ہمیشہ رہیں گے " اور ہر گناہگار نقصان اٹھانے والا ہے لہذا ہر گناہگار ہمیشہ کا جہنمی ہے ۔

بارویں حجت اللہ نے فرمایا فادخلوا أبواب جهنم خالدین فیها فلبئس مثوی المتكبرین (۲۹:النحل) یعنی " تو جہنم میں داخل کردو جہاں وہ تا ابد رہیں گے تو کتنا برا ٹھکانہ ہے متکبروں کا " معلوم ہوا کہ اللہ ہر متکبر کی سزا ابدی طور پر جہنم میں داخلہ بتا رہا ہے اور ہر گناہگار اللہ کے حکم سے تکبر کرتا ہے کیونکہ وہ اسکے حکم سے مخالفت و جنگ کرتا ہے ۔

تیرویں حجت اللہ نے فرمایا والذین لا یدعون مع الله إلها آخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله إلا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلك یلق أثاما (۶۸) یضعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا (الفرقان: ۶۹) یعنی " اور (رحمن کے تابعدار وہ ہیں) جو اللہ کے ہوتے ہوئے دوسرے آقا سے دعا نہیں کرتے ہیں اور جس نفس کو اللہ نے حرمت دی اسے قتل نہیں کرتے مگر برحق اور زنا نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ گناہ سے ملے گا اسکے لئے عذاب قیامت کے دن دوگنا کردیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا " ۔

اس آیت میں اللہ نے زانی و قاتل ناحق کو بھی ابدی عذاب کی دھمکی دی ہے جب کہ یہ اعمال ہیں کفر اعتقادی نہیں معلوم ہوا ابدی جہنمی ہونا صرف بدعقیدگی کی وجہ سے نہیں ہوتا بد عملی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے یہ ہی کفر کی حجت ہے تو جسطرح اعتقاد کی برائی انسان کو کافر بناتی ہے یوں عمل کی برائی بھی انسان کو کافر بناتی ہے ۔

چودویں حجت ہے کہ ان الفجار لفی جحیم یصلونها یوم الدین وما هم عنها بغائبین (الانفطار: ۱۶،۱۷،۱۸) یعنی: " نافرمان بھڑکتی آگ میں ہونگے جس میں وہ جزا کے دن داخل ہونگے اور وہ وہاں سے غائب نہیں ہونگے " معلوم ہوا کہ اللہ نے نافرمان آگ سے نہیں نکلیں گے یہ ہر نافرمان کے ابدی عذاب میں داخل ہونے کی حجت ہے اور یہ ہر نافرمان کی تکفیر کے لئے کافی ہے کیونکہ یہ سلوک صرف کفار کے لئے ہے ۔

پندرویں حجت ہے کہ ان الذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السمآء ولا یدخلون الجنّة حتی یلج الجمل فی سمّ الخیاط وكذلك نجزی المجرمین (الاعراف: ۴۰) یعنی: " بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو ٹھکرایا اور ان سے تکبر کیا تو انکے لئے آسمان کے دروازے کبھی بھی نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہ ہونگے حتی کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو اور مجرموں کو ہم اسی طرح بدلہ دیں گے " معلوم ہوا ہر مجرم کے لئے یہ ہی بدلہ ہے کہ وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہو یہ عذاب صرف کافر اعتقادی کے لئے نہیں ہے ۔

سولویں حجت ہے کہ فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھا وذلك جزاء الظلمین (الحشر: ۱۷) یعنی "تو ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ وہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ نافرمانوں کا بدلہ ہے" معلوم ہوا ہر مجرم کے لئے یہ ہی بدلہ ہے کہ وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہو یہ عذاب صرف کافر اعتقادی کے لئے نہیں ہے۔

سترویں حجت ہے کہ ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ھل تجزون الا بما کنتم تکسبون (یونس: ۸۵) یعنی پھر نافرمانوں کو کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو جو تم کمایا کرتے تھے تمہیں اسکے سوا اور کس کا بدلہ دیا جائے گا ! اور فرمایا فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم ھذا انا نسینکم وذوقوا عذاب الخلد بما کنتم تعملون (السجدۃ: ۱۴) یعنی "تو چکھو اسے جو تم اپنے اس دن کو بھول گئے تھے ہم بھی تمہیں بھول گئے ہیں اور دائمی عذاب کو چکھو ان اعمال کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے" اللہ نے بغیر کسی شرط کے اپنے نافرمانوں کے لئے ہمیشہ کے عذاب کا فیصلہ کیا انکے اعمال کے بدلے نہ کہ صرف بدعقیدگی کے بدلے معلوم ہوا ہر نافرمان ابدی جہنمی ہے اور یہ ہی انکی تکفیر کے لئے کافی ہے۔

اٹھارویں حجت ہے کہ اما الذین فسقوا فماواھم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا (السجدۃ: ۲۰) یعنی: "جنہوں نے نافرمانی کی ہے تو انکا ٹھکانہ آگ ہے جب بھی وہ وہاں سے نکلنا چاہیں گے اس میں لوٹا دیئے جائیں گے" معلوم ہوا نافرمانوں کو آگ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا وہ ابدی جہنمی ہونگے یہ ہی انکی تکفیر ہے اللہ نے نافرمانوں میں بدعقیدہ اور بدکار کے درمیان فرق نہیں کیا سب ہی نافرمانوں میں شامل ہیں۔

انیسویں حجت ہے اللہ نے مؤمنوں نے قطعی تعلقی حرام کی ہے اور انہیں نظر انداز کرنا حرام ہے اسکا ساتھ چھوڑنا حرام ہے لیکن اللہ نے جاہلوں کو چھوڑنے اور نظر انداز کرنے کا حکم دیا فرمایا اعرض عن الجاھلین (الاعراف: ۱۹۹) یعنی "جاہلوں کو نظر انداز کردے" جاہلین انہیں کہتے ہیں جو اللہ کی حدود کو پامال کریں حق کو پامال کریں، اللہ کے نافرمان لوگ جب جاہلین کو چھوڑنے کا حکم ہے تو اسکا مطلب وہ مؤمن نہیں کیونکہ مؤمنین کو چھوڑنا حرام ہے اللہ نے قول نوح نقل کرتے ہوئے فرمایا ما انا بطارد الذین آمنوا انھم ملقوا ربھم ولکنی ارٰکم قوما تجھلون ویقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتھم افلا تذکرون (ھود: ۲۹-۳۰) یعنی میں مؤمنوں کو چھوڑنے والا نہیں بے شک وہ اپنے آقا سے ملاقات کرنے والے ہیں بلکہ میں تمہیں جاہل قوم سمجھتا ہوں اور اے میری قوم مجھے اللہ نے کون بچائے گا اگر میں انہیں چھوڑ دوں تو کیا تم نصیحت نہیں لیتے۔

بیسویں حجت ہے کہ فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ما سلف وامرہ الی اللہ ومن عاد فاولئك اصحب النار ھم فیھا خلدون (البقرۃ: ۲۷۵) یعنی "تو جسکے پاس اسکے آقا کی طرف سے نصیحت آجائے پھر وہ باز رہے تو جو گذر چکا وہ اسے معاف ہے اور اسکا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو پھر کرے گا تو وہ آگ والے ہیں وہ اس میں تا ابد رہیں گے"۔ یہ اس بات کی حجت ہے کہ بد عملی کرنے والا بھی کافر ہے جیسے بد عقیدہ کافر ہوتا ہے کیونکہ اللہ نصیحت سے باز رہنے والوں کو ابدی ناری قرار دیا اور بد عمل بھی بد عقیدہ کی طرح نصیحت سے باز رہتا ہے۔

اعتراضات کے جوابات :

1) اللہ نے فرمایا إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى إثما عظيما (۴۸: النساء) یعنی : " یقینا اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو اس کے کم ہے جس کے لئے چاہے گا معاف کرے گا اور جو اللہ کے ساتھ شریک بنائے گا تو وہ بڑا جھوٹ باندھے گا " معلوم ہوا شرک سے کم جو گناہ ہیں انکی مغفرت کا امکان آخرت میں ہے لیکن آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ شرک کے سوا بھی جو گناہ ہیں انکی بھی معافی نہیں ہوگی اور وہ کفر ہیں جو ابدی جہنمی ہونے کی وجہ ہیں !

جواب : اس آیت میں ایسا کچھ نہیں ہے کہ شرک اکبر کے سوا ہر گناہ کی مغفرت قیامت کے دن ممکن ہے لہذا ہر گناہ کفر نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ شرک مطلق (جس میں ہر گناہ شامل ہے جیسا کہ آگے آئے گا) اس سے کم جو بھی ہے وہ اللہ جس کے لئے چاہئے گا قیامت کے دن معاف کرے یہ ان گناہوں کی بات ہورہی ہے جن سے انسان توبہ کرچکا ہوتا ہے اگر انسان اپنی توبہ پر قائم کرے اور تقوے پر موت ہو تو اللہ انہیں بھی روز حساب معاف کردے گا اور اگر قائم نہ کرے اور توبہ توڑ دے تو وہ گناہ بھی معاف نہیں ہونگے جن سے اس نے توبہ کی تھی یہ مطلب ہے اس آیت کا کہ " جو اس سے کم ہے جس کے لئے چاہے گا معاف کرے گا " اور اسہی بات کو اللہ نے قرآن میں بتایا إن تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلا كريما (۳۱: النساء) یعنی " اگر تم بڑے امور یعنی جن سے تمہیں روکا جاتا ہے ان سے اجتناب کرو تو ہم تمہاری برائیوں کو معاف کردیں گے اور ہم تمہیں باعزت مقام میں داخل کریں گے " اور فرمایا يا أيها الذين آمنوا إن تتقوا الله يجعل لكم فرقانا ويكفر عنكم سيئاتكم ويغفر لكم (الانفال: ۲۹) یعنی " اے مؤمنوں اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے واضح دلیل قائم کردیں گے اور وہ تم سے تمہارے برائیاں معاف کردے گا اور تمہیں معاف کرے گا " معلوم ہوا کہ گناہوں سے معافی کی شرط تقوی و پرہیزگاری پر قائم و دائم رہنا ہے یہ ہی لوگ ہیں جنکی مغفرت اللہ چاہتا ہے ۔

شرک کا مطلب

شرک کا مطلب ہے کہ " کسی کو اللہ کے ساتھ اس امر میں برابر کردینا جس میں اللہ نے اسے برابر نہیں کیا " فرمایا وان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطانا (الاعراف: ۳۳) یعنی " اور یہ بھی حرام ہے کہ اللہ کے ساتھ اسے برابر کرو جس کے بارے میں اللہ نے کوئی برہان نہیں اتاری " لہذا جو شخص کسی کو اللہ کے ساتھ اس امر میں برابر کرے جس میں اللہ نے اسے برابری نہیں دی وہ مشرک ہے لہذا ہر گناہگار مشرک ہے کیونکہ اللہ کا مقام یہ ہے کہ اسے سب سے زیادہ اہمیت و ترجیح دی جائے اسہی کو سب پر فوقیت دی جائے لیکن نافرمان شخص اپنی خواہش کو اللہ پر فوقیت دیتا ہے اسے اللہ رحمن سے زیادہ اہمیت دیتا ہے جو کہ صرف اللہ سبحنہ کا رتبہ و مقام ہے جو وہ خواہش کو دیتا ہے یہ شرک ہے اور ہر گناہگار مشرک کافر ہے ۔ اللہ نے فرمایا قل إن كان آباؤكم وأبناؤكم وإخوانكم وأزواجكم وعشيرتكم وأموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها أحب إليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى يأتي الله بأمره والله لا يهدي القوم الفسقين (۲۴: التوبة) یعنی اے بندے کہہ دے تمہارے باپ اور تمہارے

بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری ازواج اور تمہارا کنبہ اور وہ اموال جنھیں تم سے کمایا اور وہ تجارت جس کے ٹھنڈے پڑنے سے دو ڈرتے ہو اور وہ رہائش گاہیں جن سے تم راضی ہو اگر تمہارے نزدیک اللہ اور اسکے رسول اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمانوں کو رہنمائی نہیں کرتا ۔

منافق کا مطلب :

منافق اسے کہتے ہیں جو اپنے باطن کے خلاف بات ظاہر کرے معجم الغنی میں ہے" النفاق مرد کا اپنے باطن کے خلاف ظاہر کرنا "اور معجم الوسیط میں ہے نافق فلان: اظھر خلاف ما یبطن یعنی" نافق فلان مطلب اس شخص نے اپنے باطن کے خلاف امر ظاہر کی "اور معجم الوسیط میں ہے المنافق من یظھر خلاف ما یبطن یعنی" منافق اسے کہتے ہیں جو اپنے باطن کے خلاف امر کا اظھار کرے "اور معجم الغنی میں ہے رجل منافق: یظھر خلاف ما یبطن یعنی" منافق مرد مطلب وہ شخص جو اپنے باطن کے خلاف امر کا اظھار کرے " لہذا دین میں منافق ہر وہ ہے شخص جو دل سے دین اسلام پر ایمان لانے کا دعوی کرے لیکن اپنے اعمال سے دین اسلام کی مخالفت کرتا ہے وہ منافق ہے یوں ہی وہ بھی منافق ہے جو بظاہر نیک اعمال کرے لیکن اسکے دل میں کفر ہو کیونکہ دین کے باب میں انکا ظاہر انکے باطن کے خلاف ہے اسے ہی منافق کہتے ہیں۔ منافق کافر ہوتا ہے اور عام کفار سے بدتر کافر ہوتا ہے اسکی ایک تو یہ ہے کہ یہ آستین کا سانپ ہوتا ہے ایمان کا دعوی کرتا ہے لیکن اسکے اعمال مؤمنانہ نہیں ہوتے یا پھر اسکے دل میں ہی ایمان نہیں ہوتا انسان کو باہر کے سانپ سے زیادہ آستین کے سانپ سے خطرہ ہوتا ہے محاورہ" گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے " اور اللہ نے فرمایا ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا (النساء: ۱۴۵) یعنی" منافقین آگ کے سب سے نچھلی تہ میں ہونگیں اور تو انکے لئے کوئی مددگار نہ پائے گا " معلوم ہوا منافق کی کوئی معافی نہیں اسکا کوئی مددگار نہیں ہوگا اور اخروی عذاب دائمی عذاب ہے جس سے کوئی چھٹکارہ نہیں اور فرمایا ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراءون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا (النساء: ۱۴۵) یعنی" منافقین اللہ کو دھوکہ دینے میں لگے ہیں جب کہ وہ انہیں دھوکے میں ڈالے ہوئے ہے اور جب وہ صلوۃ کا ارادہ کرتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں انسانوں دکھاتے ہوئے اور اللہ کو بس تھوڑا یاد کرتے ہیں "۔ منافقین دھوکہ یوں دیتے ہیں کہ زبان میں ایمان کا دعوی کرتے ہیں لیکن انکے اعمال اہل ایمان والے نہیں ہوتے یا پھر انکے دل ہی میں ایمان نہیں ہوتا لہذا مثلا جو صلوۃ کی فرضیت کو دل سے نہ مانے اور مؤمنوں کے سامنے صلوۃ کی فرضیت کا دعوی کرے یا زبان سے صلوۃ کی فرضیت کا دعوی کرے لیکن صلوۃ کی فرضیت کے حکم کو ترک کرے وہ منافق ہے ۔

قرآن مبین کی طاعت سے باز رہنے والے منافقین ہیں :

منافق اللہ کی کتاب کی اتباع کرنے سے باز رہتا ہے اس پر یا تو دل سے ایمان نہین لاتا ہے یا پھر نہ عمل سے یا دل اور عمل دونوں ہی سے ایمان نہیں رکھتا بس ایمان کا زبانی دعوی کرتا ہے اللہ نے فرمایا واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنك صدودا (النساء: ٦١) یعنی" اور جب انہیں کہا جائے اس کتاب کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کی ہے اور

رسول کی طرف تو منافقوں کو تو دیکھے گا وہ تجھ سے خوب باز رہتے ہونگے "۔

منافقین میٹھی اور فریب آمیز زبان والے ہوتے ہیں

منافقین مضبوط جسم اور میٹھی اور فریب آمیز بولی والے بھی ہوتے ہیں جنکے جملے سن کر ایک عام شخص دھوکے میں پڑھ جاتا ہے اور اسکی غلطی سمجھ نہیں پاتا اللہ نے فرمایا واذا رایتھم تعجبك اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم کانھم خشب مسندۃ (المنافقون: ۰۴) یعنی " اور جب تو انہیں دیکھے گا تو انکے اجسام انہیں اچھے لگیں گے اور اگر وہ بات کریں گے تو تو انکی بات کو سنے گا وہ اسطرح ہوتے ہیں جیسے مضبوط شہتیر ہوں "۔

جمادی الاولی\۲۰\۱۴۴۶ وفیہ ختم المفتقر ظھیر الدین بن ذاکر الدین بن عبد البارئ بن عبد الجلیل الی ربہ المقتدر هذا الکتاب فی تبلیغ معانی الایمان والکفر والنفاق والشرك فی لسان نزل فیہ القرآن لیسھل فھم کتاب اللہ للمتقین بعون اللہ العلی تعالی عن کل عیب وردئ وسمیتہ "**حقیقۃ الایمان والکفر والنفاق**" ربنا زدنا علما وتقبل عنا هذا السعی وزادنا نفعا بہ یوم الدین ولك الدین الخالص وسبحانك ربنا ولك العزۃ جمیعا وسلام علی المرسلین والحمد لك یارب العلمین۔